# ۴۔ حقوق زوجین

صحیح عقدِ نکاح ہو جانے کے بعد اس کے اثرات و نتائج مرتب ہو جاتے ہیں اور حقوق زوجیت متعلق ہو جاتے ہیں۔ ان حقوق کی تین قسمیں ہیں :

- بیوی کے حقوق جو شوہر پر عائد ہوتے ہیں۔
- شوہر کے حقوق جو بیوی پر عائد ہوتے ہیں۔
- دونوں کے درمیان مشترکہ حقوق۔

## ۴۔۱۔ بیوی کے حقوق

بیوی کے جو حقوق شوہر پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے بعض حقوق مالی ہیں۔ مثلاً مہر اور نفقہ۔ اور کچھ حقوق غیر مالی ہیں جو یہ ہیں :

### ۱۔ عدل

شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حق وانصاف سے پیش آئے اور کسی طرح کی کوئی ایسی بات نہ کرے جو ناانصافی کے زمرے میں آتی ہو۔ اور اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان عدل کرے۔

### ۲۔ حسن معاشرت

شوہر پر بیوی کا جو حق سب سے پہلے عائد ہوتا ہے اور جو ازدواجی زندگی کی بقا کے لیے ناگزیر ہے یہ ہے کہ شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس سے اچھا معاملہ کرے۔ اس کی عزت و احترام کرے اور بیوی کی دلداری اور تالیف کے لیے اسے ہدیہ اور تحفہ دے، غرض حسن معاشرت کے تمام جائز اور ممکن طریقے اختیار کرے۔ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرنے کے بارے میں قرآنی حکم بالکل واضح ہے:

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" (النساء ۱۹)

ترجمہ، ان کے ساتھ اچھی معاشرت اختیار کرو۔

اخلاق کی بلندی اور کردار کی عظمت کا حقیقی اظہار عائلی زندگی ہی میں ہوتا ہے، بلکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حسن سلوک کو کمال ایمان کی علامت بتایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا
وَخِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ

ترجمہ: کمال ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق اچھا ہے، اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہے۔

عورت کی تکریم انسانی عظمت، شخصی بلندی اور سماجی رفعت کی دلیل ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"ایک کریم النفس انسان ہی عورت کا احترام کرتا ہے"

۳۔ حفاظت

شوہر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بیوی کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے اور اس کی عزت پر کسی طرح کا حرف نہ آنے دے۔ لیکن بیوی کے معاملے میں شوہر کی غیرت دائرہ اعتدال میں رہنی چاہیئے یہ نہ ہو کہ خود بیوی پر عدم اعتماد کا اظہار کرنے لگے اور بدگمانی کا شکار ہو جائے۔ اور اس کے عیوب پر نظر رکھے۔ بلکہ شوہر کا فرض ہے کہ بیوی پر اعتماد کرے اور اس کے محاسن اور خوبیوں پر نظر رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"کوئی مومن شخص کسی مومن عورت سے نفرت نہ کرے کیونکہ اگر اس کی ایک بات ناپسندیدہ ہوگی تو یقیناً دوسری بات پسندیدہ ہوگی۔"

۴۔ بیوی سے قربت

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ شوہر پہ ہر طہر میں ایک مرتبہ بیوی سے قربت فرض ہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ (البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ قربت شوہر کا حق ہے، اس لیے اس پر واجب نہیں ہے جبکہ امام احمد نے یہ تصریح کی ہے کہ قربت کی زیادہ سے زیادہ حد چار ماہ ہے کیونکہ ایلاء کی بھی یہی مدت ہے۔ اگر شوہر سفر میں ہے اور واپسی میں کوئی مانع نہ ہو تو چھ ماہ کی مدت میں واپس آ جائے۔

حضرت عمرؓ ایک رات گشت پر نکلے تو ایک خاتون اپنے شوہر کی یاد میں درد و محبت بھرے اشعار پڑھ رہی تھی اور ان کے شوہر جہاد میں گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے واپس تشریف لا کر حضرت حفصہؓ سے دریافت کیا کہ

عورت اپنے شوہر کا کس قدر انتظار کر سکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ چھ ماہ، اس پر حضرت عمرؓ نے جہاد پر جانے والے افراد کے لیے چھ ماہ مقرر کر دیئے۔

## ۲-۴۔ شوہر کے حقوق

شوہر کے حقوق جو بیوی پر عائد ہوتے ہیں یہ ہیں:

"اطاعت" شوہر کا سب سے پہلا حق ہے جو اسلام نے بیوی پر عائد کیا ہے۔ وہ شوہر کی اطاعت اور جائز امور میں اس کی تابعداری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور مطیع ہو اس کے لیے استغفار کرتے ہیں پرندے ہواؤں میں، مچھلیاں دریا میں، فرشتے آسمانوں میں اور جانور جنگلوں میں۔"

## ۳-۴۔ تادیب کا حق

اگر بیوی شوہر کی نافرمانی کرے تو شوہر کو اسے تادیب کا حق حاصل ہے۔ تادیب کی تین صورتیں ہیں:

- پہلی — سمجھانا اور نصیحت کرنا
- دوسری — بستر سے علیحدگی اختیار کرنا
- تیسری — ہلکی مار

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

" اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ، فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ، وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا "

(سورۃ النساء آیت ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیویاں ہیں وہ مردوں کے حکموں پر چلتی ہیں اور ان کے

پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی اور بد خوئی کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو زبانی سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں) تو پھر ان کے ساتھ سونا ترک کردو۔ اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زد و کوب کرو۔ اور اگر فرما نبردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایزا دینے کا بہانہ مت ڈھونڈو، بیشک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔

سورہ نسا کے شروع سے یہاں تک بیشتر احکام اور ہدایات عورتوں کے حقوق سے متعلق آئی ہیں۔ جن میں ان مظالم کو مٹایا گیا ہے جو اسلام سے پہلے پوری دنیا میں اس صنف نازک پر توڑے جاتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کو وہ تمام انسانی حقوق دیے، جو مردوں کو حاصل ہیں۔ اگر عورتوں کے ذمے مردوں کی کچھ خدمات عائد کیں تو مردوں پر بھی عورتوں کے حقوق لازم کیے۔

"سورہ بقرہ کی آیت میں ارشاد فرمایا"

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸)

ترجمہ: عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمے ایسے ہی واجب ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔ اس میں دونوں کے حقوق کی مماثلت کا حکم دے کر اس کی تفصیلات کو عرف کے حوالے سے فرمایا، جاہلیت اور تمام دنیا کی ظالمانہ رسموں کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ ہاں یہ ضروری نہیں کہ دونوں کے حقوق صورت کے اعتبار سے متماثل ہوں بلکہ عورت پر ایک قسم کے کام لازم ہیں تو اس کے مقابل مرد پر دوسری قسم کے کام ہیں۔ عورت امور خانہ اور بچوں کی تربیت و حفاظت کی ذمہ دار ہے تو مرد ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کسب معاش کا ذمہ دار ہے، عورت کے ذمے مرد کی خدمت و اطاعت ہے تو مرد کے ذمے اس کا مہر اور نفقہ یعنی تمام ضروری اخراجات کا انتظام ہے۔ غرض اس آیت نے عورتوں کو مردوں کے مماثل حقوق دے دیے۔

لیکن ایک چیز ایسی بھی ہے جس میں مردوں کو عورتوں پر تفوق اور ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے اس آیت کے آخر میں فرمایا،

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸)

ترجمہ: (مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔)

ان آیات میں اسی درجے کا بیان قرآن کریم کے حکیمانہ طرز بیان کے ساتھ اس طرح کیا گیا ہے کہ مردوں کی یہ فضیلت اور تفوق خود عورتوں کی مصلحت اور فائدہ کے لیے اور عین مقتضائے حکمت ہے۔ اس میں عورت کی نہ کسر شان ہے نہ اس کا کوئی نقصان ہے۔

ارشاد فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ (سورۃ نسآء آیت ۳۴) قوام عربی زبان میں

اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام یا نظام کا ذمہ دار یا اسے چلانے والا ہو۔ اس آیت میں قوام کا ترجمہ عموماً حاکم
ہے، یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں، مراد یہ ہے کہ ہر اجتماعی نظام کے لئے عقلاً اور عرفاً یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی
یا امیر اور حاکم ہو تاکہ اختلاف کے وقت اس کے فیصلہ سے کام چل سکے۔ جس امر کو عائلی نظام میں خانہ داری کہا جاتا ہے
اس میں بھی ایک امیر اور سربراہ کی ضرورت ہے۔ عورتوں اور بچوں کے مقابلے میں اس کام کے لیے حق تعالیٰ نے مردوں کو
منتخب فرمایا کہ ان کی علمی اور عملی قوتیں بہ نسبت عورتوں، بچوں کے زیادہ ہیں، اور یہ ایسا بدیہی معاملہ ہے
سمجھدار عورت یا مرد اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

غرض سورہ بقرہ کی آیت میں " وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ " فرما کر اور سورہ النساء کی آیت میں
" اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ " فرما کر یہ بتلایا گیا ہے کہ اگرچہ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم
ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں اور دونوں کے حقوق باہم مماثل ہیں، لیکن ایک چیز میں مردوں کو امتیاز حاصل ہے کہ
وہ حاکم ہیں اور قرآن کریم کی دوسری آیات میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ یہ حکومت جو مردوں کی عورتوں پر ہے محض
استبداد کی حکومت نہیں بلکہ حاکم یعنی مرد بھی قانون شرع اور مشورہ کا پابند ہے، محض اپنی طبیعت کے تقاضے سے
کام نہیں کر سکتا۔ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ "عاشروھن بالمعروف" (یعنی عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے
اچھا سلوک کرو۔

## ۴.۴ صالح بیوی

اس آیت کے شروع میں بطور ضابطہ یہ تبلا دیا گیا کہ مرد عورت پر حاکم ہے۔ اس کے بعد نیک و بد عورتوں
کا بیان اس کے بعد نیک و بد عورتوں کا بیان اس طرح فرمایا:

" فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ " سورہ النساء آیت ۳۴

ترجمہ: یعنی نیک عورتیں وہ ہیں جو مرد کی حاکمیت کو تسلیم کرکے ان کی اطاعت کرتی ہیں اور مردوں کے
پیچھے بھی اپنے نفس اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

یعنی اپنی عصمت اور گھر کے مال کی حفاظت جو امور خانہ داری میں سب سے اہم ہیں۔ ان کے بجالانے میں ان کی
مردوں کے سامنے اور پیچھے کے حالات بالکل مساوی ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے سامنے تو اس کا اہتمام کریں اور ان کی
غائب ہوں تو اس میں لاپرواہی برتیں۔

## ۵۔۴۔ نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ

اس کے بعد ان عورتوں کا ذکر ہے جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار نہیں ہیں یا جن سے اس کام میں کوتاہی ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ان کی اصلاح کے لیے مردوں کو علی الترتیب تین طریقے بتلائے: " وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ " یعنی عورتوں کی طرف سے اگر نافرمانی کا صدور یا اندیشہ ہو، تو پہلا درجہ ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ نرمی سے ان کو سمجھاؤ۔ اگر وہ محض سمجھانے بجھانے سے باز نہ آئیں تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستر علیحدہ کر دو تاکہ وہ اس علیحدگی سے شوہر کی ناراضگی کا احساس کرکے اپنے فعل پر نادم ہو جائیں۔ قرآن کریم کے الفاظ میں " فِي الْمَضَاجِعِ " کا لفظ ہے۔ اس سے فقہاء رحہم اللہ نے یہ مطلب نکالا کہ جدائی صرف بستر میں ہو، مکان کی جدائی نہ کرے کہ عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ دے۔ اس میں ان کو رنج بھی زیادہ ہوگا اور فساد بڑھنے کا اندیشہ بھی اس میں زیادہ ہے۔ ایک صحابی سے روایت ہے:

" قُلتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اِن تُطْعِمَهَا اِذَا اطْعَمتَ وَتَكسُوهَا اِذَا اكتَسَيتَ وَلَا تَضرِبِ الوَجهَ وَلَا تُقَبِّح وَلَا تَهجُر اِلَّا فِي البَيتِ " (مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

ترجمہ: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے تو آپ نے فرمایا جو تم کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور تم پہنو تو انہیں بھی پہناؤ، اور چہرے پر مت مارو، اگر اس سے علیحدگی کرنا چاہو تو صرف اتنی کرو کہ (بستر الگ کرو) مکان الگ نہ کرو۔

اور جو اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرے پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا ہے۔ ابتدائی دو سزائیں تو شریفانہ سزائیں ہیں، اس لیے انبیاء و صلحاء سے قولاً بھی ان کی اجازت منقول ہے اور اس پر عمل بھی ثابت ہے مگر تیسری سزا یعنی مارپیٹ کی اگرچہ بدرجۂ مجبوری ایک خاص انداز میں مرد کو اجازت دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے:

" وَلَن يَضرِبَ خِيَارُكُم "

ترجمہ: یعنی اچھے مرد یہ مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے۔

۲۔ بیوی پر شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ بیوی شوہر کے گھر میں رہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نہ کہیں جائے اور نہ کسی کو بلائے البتہ والدین کے پاس ملاقات کے لیے جا سکتی ہے اور انہیں بھی اپنے گھر بلا سکتی ہے۔

۴۔ شوہر کا بیوی پر ایک حق یہ ہے کہ بیوی شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کرے۔ عورت کا تعلق جس طرح کے سماجی سے ہو اور اس سماجی حیثیت کی خواتین جس طرح کے گھریلو فرائض انجام دیتی ہوں وہ فرائض انجام دے۔ یعنی اگر وہ ایسی معاشرت سے ہو جس میں بیویاں گھر کے کام کاج خود کرتی ہیں تو اسے خود کرنے چاہئیں اور اگر اس کی حیثیت ایسی کی حامل خواتین ملازموں اور نوکروں کے ذریعہ گھر کا انتظام کرتی ہیں۔ اس طرح گھر کا انتظام سنبھالے اور بچوں کی اور تربیت کے فرائض انجام دے۔

حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں اور حضرت زبیر بن العوام کی اہلیہ تھیں۔ وہ حضرت زبیر کے گھر کے تمام فرائض انجام دیتیں۔ حتیٰ کہ حضرت زبیر کے گھوڑے کی بھی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں چکی چلانے سے گٹھیاں پڑ گئی تھیں۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ عقد ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ہے اور خدمت اور دیکھ بھال نکاح کا تقاضا نہیں ہیں۔ اس لیے ضروری ہونے کی صورت میں گھر کی دیکھ بھال بیوی پر دیانتاً لازم ہے قضاءً لازم نہیں ہے۔

## ۴-۶۔ مشترکہ حقوق

- دونوں کے درمیان باہمی ازدواجی تعلق اور لطف اندوزی۔
- حرمت مصاہرت، یعنی شوہر کے باپ دادا اور بیٹا اور پوتے کی بیوی کا نکاح حرام اور بیوی کی اور بیٹی و نواسی سے شوہر کا نکاح حرام ہے۔
- شوہر کا بیوی کا وارث ہونا اور بیوی کا شوہر کا وارث ہونا۔
- شوہر سے اولاد کا نسب ثابت ہونا۔